Mirpur Islamicus
ISSN: 3007-4622 (P), 3006-3345(E)
MIRPUR ISLAMICUS JOURNAL OF RELIGIOUS AND SOCIAL STUDIES

احتساب کے مقاصد، طریقہ کار اور اس کی افادیت سیرت النبی کی روشنی میں

ACCOUNTABILITY OBJECTIVES, PROCEDURES AND ITS EFFECTIVENESS IN THE LIGHT OF THE SEERAH

1. ***Parveen Faqir Muhammad***
aqsaqureshi@gmail.com
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies, Mirpur University of Science and Technology (MUST), Mirpur, AJK.

2. ***Dr. Abdul Rashid Qadri***
drirrc2010@gmail.com
Associate Professor, Departmentof Arabic and Islamic Studies,The University of Lahore, Punjab.

Vol. 02, Issue, 01, Jan-June 2025, PP:1-11
OPEN ACCES at: *www. mirpurislamicus.com*

Article History	Received	Accepted	Published
	18-03-25	03-04-25	30-06-25

Abstract

The history of accountability is as old as that of man himself. "Accountability of one's children, family, society and past and future generations are the scopes of this process from which no individual is exempt. When Iblis disobeyed the command of Allaah, he was obeyed. Since time immemorial, when these scriptures continued to be distorted and edited, the process of accountability also slowed down, and in almost all religions, such sections came into existence which began to consider themselves above accountability and the distortion and amendment gave them a lot of protection. The system of thought and action that Islam has given to the world of humanity is perfect in every respect. Accountability is also a part of this system. It is clear from Islamic teachings that the establishment of collective justice is impossible without absolute accountability. In the beginning, the person of the Holy Prophet was the center of the system of justice and accountability. There were also judges. The combination of these two responsibilities within the comprehensive and multifaceted position of Prophet Hood is another beautiful aspect of the completeness and

CC BY

comprehensiveness of the benefactor of humanity ﷺ. The objectives, procedures and effectiveness of accountability will be mentioned in the light of the Prophet's life so that the issues of accountability can be improved from a modern perspective.

***Key Words**: Accountability, Seerah, Holy Prophet, Humanity, justice, Issues, society, Prophet Hood.*

موضوع کا تعارف:

اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے ذریعے انسانیت کو رشد وہدایت کی تلقین فرمائی اور معاشرتی فوائد کو حاصل کرنے کے لیے احتساب کا طریقہ عطا کیا، جس کے ذریعے انسانیت میں امور کو درست کیا جاتا ہے اور اُن کی اصلاح کی جاتی ہے۔احتساب کا تعلق جہاں اپنی ذات کے ساتھ ہے، وہیں معاشرہ کو مصلح کرنے کے لیے احتساب کا حکم دیا گیا ہے۔احتساب کا تعلق صرف کسی خاص فرد کے ساتھ نہیں، بلکہ معاشرہ کے تمام افراد کے ساتھ ہے۔آپ ﷺ نے مردوں کی اصلاح اور احتساب کی جانب توجہ دینے کے ساتھ عورتوں کی اصلاح اور احتساب کی جانب بھی توجہ فرمائی اور عورتوں کو بھی اپنے امور کو شریعت اسلامیہ کے مطابق بنانے کی تلقین فرمائی۔

ایک دوسرے کی خیر وخواہی کا تقاضا ہے کہ انہیں اچھے کاموں کی تلقین کی جانے اور بڑے کاموں سے روکا جائے۔اچھے کاموں سے مراد ہے وہ کام جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔اصطلاح میں انہیں معروف کہا گیا ہے اور بڑے کاموں سے مراد وہ تمام کام ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے اصطلاحی طور پر انہیں منکر کہا گیا ہے۔دنیاوی معاملات کی درستگی اسی پر موقوف ہے۔ اس لیے امت مسلمہ کو اسی کام پر مامور کیا گیا ہے۔علامہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

"انسانوں کے معاملات اسی صورت میں درست رہ سکتے ہیں جب انہیں معروف کا حکم دیا جائے اور منکر سے روکا جائے۔ اس لیے کہ ان کے دنیاوی معاملات کا سدھار اس پر موقوف ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے بغیر ناممکن ہے۔"[1]

اسی کام کی انجام دہی کی بناء پر اس امت کو خیر امت کہا گیا ہے، جیسے دوسرے انسانوں کے لیے برپا کیا گیا ہے، چنانچہ ذیل میں امت کے ساتھ خیر خواہی کے اہم عنصر احتسابی امر کے مقاصد، افادیت، طریقہ کار اور سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں اس کی آفاقیت پر روشنی ڈالی جائے گی۔

احتساب کا مقصد:

احتساب کا مقصد یہ ہے کہ شریعت کے ان احکام اور فیصلوں کا نفاذ ہو جو کسی دعوی پر مبنی نہیں ہیں۔ایسے تمام احکام شعبہ احتساب کے تحت آتے ہیں۔احتساب کی بنیاد دراصل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اصول ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو اسی کام پر مبعوث فرمایا اور اپنی کتابیں نازل کیں۔اللہ تعالیٰ نے اس اُمت مسلمہ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صفت سے متعدت کیا اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو دیگر تمام امتوں پر فصلیت سے نوازا ہے۔[2]

امت کو رحمت اللعالمین سالار کے ذریعہ دیگر احکام کی تفصیل کی طرح امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم فرمایا اور ان احکامات پر عمل کیا جائے۔آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ--- فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ" 3

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ---جب میں تم لوگوں کو کسی چیز سے روکو تواُس سے اجتناب کرو اور جب میں تم لوگوں کو کسی چیز کا حکم دوں تو اپنی استطاعت کے مطابق بجالاؤ۔

ایک اور روایت میں بھلائی و خیر خواہی کو اپنانے اور برے کاموں سے دور رہنے کا درس دیا گیا ہے اور خیر کے امور کو اپنانے کی تلقین کی گئی ہے:

" إِنَّ الصَّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِ، وَإِنَّ الْبِرَ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ" 4

آپ ﷺ نے فرمایا۔ سچائی کا دامن پکڑے رکھو کیونکہ سچائی اور فرمانبرداری نیکی کی راہ دکھاتی ہے اور نیکی اور فرمان برداری جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ جھوٹ سے بچتے رہو کیونکہ جھوٹ نافرمانی کا راستہ دکھاتا ہے۔اور نافرمانی جہنم میں لے جاتی ہے۔

اسلامی نظام احتساب کی اقسام:

خود احتسابی اور اپنے اعمال کا محاسبہ دین اسلام کااہم رکن اور عمل ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے مسلمانوں کو اپنے اعمال و کردار کا محاسبہ کرنے کی تعلیم دی، اسی طرح انصاف اور عدل کے ذریعے بھی احتساب کو عام کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔اسلامی نظام احتساب کتنے اقسام پر ہے، ذیل میں اس کی مختصر وضاحت پیش کی جاتی ہے۔

ا۔ذاتی احتساب (خود احتسابی)

خود احتسابی اسلامی تعلیمات کا اہم جز ہے جو کسی اور نظام عدل و احتساب میں موجود نہیں۔اسلام نے تقوی کی تلقین سے ہر مسلمان میں خود احتسابی کی روح پھونک دی ہے، قرآن کا کوئی درس تقوی سے خالی نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:

"عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" : اتَّقُوا اللهَ وَإِيَّاكُمْ وَالظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُماتٌ يَوْمَ الْقِيامَةِ 5

حضرت عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی سے ڈرو دو اور خود کو ظلم سے بچاؤ پس بے شک ظلم قیامت کے دن تاریکی ہے۔

نفس کو برے اعمال اپنانے سے منع کیا گیا ہے۔ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے۔

"عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ : قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا عَائِشَةُ إِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الْأَعْمَالِ، فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللهِ طَالِبًا" 6

ام المومنین سیدہ عائشہ (رض) سے روایت ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھ سے ارشاد فرمایا تو ان گناہوں سے بچی رہ جن کو لوگ حقیر جانتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کا بھی مواخذہ کرے گا۔

قیامت کے روز انسانی اعمال کا حساب و کتاب ہو گا۔بڑے گناہوں سے بچنے کی ہر ایک کوشش کرتا ہے۔ چھوٹے گناہوں

خفیف اور بلکہ سمجھتے ہوئے انسان کوئی اہمیت نہیں دیتا ہے۔ تو اس جانب متوجہ کیا گیا۔ ان گناہوں کو نظر انداز نہ کرو۔ ان پر بھی مواخذہ ہو گا۔ اس لیے گناہ جو بھی ہو اُن سے اجتناب ضروری ہے۔ خود احتسابی کی ہی یہ ایک مثال ہے کہ :

" حضرت حنظلہ روتے ہوئے گھر سے نکلتے ہیں کہ حنظلہ منافق ہو گیا، حنظلہ منافق ہو گیا، حضرت ابو بکر بھی ساتھ ہو لیتے ہیں۔ دونوں حضرات خدمت اقدس میں پیش ہو کر عرض کرتے ہیں کہ جو کیفیت دربار نبوت میں ہوتی ہے۔ کاروبار دنیا میں باقی نہیں رہتی ارشاد ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو فرشتے سر راہ اور بستروں میں سوتے ہوئے تم سے مصافحہ کریں " [7]

2۔ انفرادی احتساب / محاسبہ :

احتساب کی اس قسم میں ہر فرد کا انفرادی طور پر احتساب کیا جاتا ہے جیسے کہ :

عشاء کی نماز پر طویل قرات کرنے پر آپ کی ہم نے حضرت معاذ بن جبل سے کہا کیا تو فتنہ جو ہے؟ [8] اسی طرح ایک مسلمان کو تین مرتبہ نماز لوٹانے کا کہا۔ آخر کار سمجھایا کہ آہستہ آہستہ پڑھا کرو۔ [9]

3۔ اجتماعی احتساب / محاسبہ :

قرآن نے ان لوگوں کا اجتماعی محاسبہ کیا ہے جو غزوہ آمد کے موقع پر درہ چھوڑ کر تو غنیمت ٹوٹنے پل پڑے تھے، جنگ حسنین کے موقع پر کثرت تعداد کے باعث پیدا ہو جانے والے سریہ محلہ رجب دو ہجری میں حضرت عبد اللہ بن جحش اور ان کے دستہ نے ماہ حرام میں قریش کے ایک قافلے پر حملہ کر دیا۔ جس پر آپ میں نے ان کی باز پرس کی اور فرمایا :

میں نے حرام مہینے میں جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا اور سامان قافلہ اور قیدیوں کے سلسلے میں کسی بھی تصرف سے ہاتھ روک لیا۔ [10]

4۔ اداروں کا احتساب / محاسبہ :

اسلام کے ابتدائی دور کے کردار اگرچہ ذاتی نوعیت کے ہی تھے لیکن تاریخ میں ان کی تکرار نے انہیں اداروں کی شکل دے دی ہے۔ ایک ایک صحابی اپنی ذاتی میں ایک ادارے کی حیثیت رکھتا ہے اسلام کے نظام عدل نے ان اداروں کو بھی احتساب کی بھٹی سے گزارا۔ اسی طرح امہات المومنین امت کا مقدس ترین ادارہ ہے، قرآن نے اس ادارے کا احتساب کرتے ہوئے کہا زمانہ جاہلیت کی طرح سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔ [11] ایک اور جگہ ارشاد فرمایا :

"يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا" [12]

اے نبی جی ! آپ اپنی بیویوں سے فرما یاد یجئے کہ اگر اور دنیا کی زیب وزینت چاہیں تو کچھ لے کر نبی سے الگ ہو جائیں۔

انصار مدینہ جیسے ادارے کی طرف سے جب غزوہ حنین کے بعد یہ بات کہی گئی کہ شکل میں تو ہم یاد آئے اور انعامات کی بارش دوسروں پر ہے تو ان کا احتساب کرتے ہوئے آپ ﷺ نے یہ فرمایا : ''کیا تم نہیں چاہتے کہ لوگ تو اونٹ اور گھوڑے لے جائیں اور تم اللہ تعالیٰ کے نبی کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔'' [13]

اسلامی نظام احتساب کے طریقے :

احتساب کے دوران رحمت عالم ﷺ نے یا کلام الہیٰ میں امت کو احتساب کے کن طریقہ کار کو اپنانے کی تلقین کی ہے،

ذیل میں اُن میں سے چند اہم طریقہ کار اور اصولوں پر روشنی ڈالی جائے گی، تاکہ احتساب کے عملی شکل واضح ہو سکے۔

1۔ فرد کے ذریعے فرد کا احتساب:

قرآن نے مومنین کی یہ صفت بیان کی ہے کہ "وہ ایک دوسرے کو نیکی کی تلقین کرتے اور برائی سے روکتے ہیں۔[14] اسی طرح محسن انسانیت نے مومن کو مومن کا آئینہ قرار دیا ہے۔[15] اصحاب رسول صلی اللہ فرماتے ہیں۔" ہم جب بھی ملتے اس وقت تک بدانہ ہوتے ہیں جب تک کہ سورۃ العصر ایک دوسرے کو سنا نہ دیتے"[16]

حضرت عمر نے حضرت ابوہریرہ کو اس حدیث کی روایت سے روک دیا۔ جس میں آپ سی ایم نے فرمایا تھا کہ:

"قال لا اله الا الله فدخل الجنة "[17]

جس شخص نے کلمہ توحید کہا تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔

2۔ فرد کے ذریعے معاشرہ کا احتساب:

اسلام نے ہر فرد کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم دیا ہے۔ حضرت ابوسعید الخدری محسن انسانیت کا کافرمان مبارکہ نقل کرتے ہیں:

"قَالَ أَبُو سَعِيدٍ--- سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ » : مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيَغَيّزه بِيَدِهِ، فَإِنْ لم يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لم يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَف الإيمان"[18]

" حضرت ابوسعید نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر بڑائی دیکھو تو ہاتھ سے دور کھو سکت نہ ہو تو زبان سے منع کرو اور اس کی بھی ہمت نہ ہو تو دل میں بڑا جانو لیکن یہ کمزور ترین ایمان ہے۔"

اسی طرح انسانوں پر عائد ذمہ داریوں کی بابت روز قیامت سوال کیا گیا جائے گا۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُم مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ : فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ عَلَيْهِمْ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ"[19]

" حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص حاکم ہے اور اس کی رعایا کے بارے میں اس سے سوال ہو گا۔ پس لوگوں کو مقررہ امیر ان کا حاکم ہے، اس سے رعایا (لوگوں) کی بابت پوچھا جائے گا۔

3۔ معاشرہ کے ذریعے فرد کا احتساب:

اس طریقے میں اسلام نے اجتماعیت کے ذریعے ایک فرد کا احتساب کیا ہے۔ نمازیوں کو یہ اجازت دی کہ اگر امام نماز کے دوران غلطی کرے تو اس کی اصلاح کر دیں، رمضان میں ایسا ماحول پیدا کیا کہ دوزہ دار سارے معاشرے کے سامنے خود اپنے آپ محاسبہ کرتا ہے۔ اور صحیح تو اس طریقہ کی ایک شاندار مثال ہے جہاں ہر ہر فرد تقویٰ کے ماحوال میں اپنے آپ کو اندر اور باہر سے دھوتا۔ صارف کرتا اور شکار تا چلا جاتا ہے۔ آپ کی یونے تبوک کے معرکے میں پیچھے رہ جانے والوں کو پورے معاشرے کے ذریعے زبردست احتساب کیا۔

"اور کہیں مسلمانوں کو ایک عمارت سے تشبیع دی گئی۔ جس کی ہر ہر اینٹ دوسری کو مضبوط کرتی ہے۔ تو کہیں ایک جسم سے تشبیع دی جہاں ہر ہر عضو دوسرے کا غم خوار ہے"[20]

اسلامی معاشرے میں سات سال کی عمر میں ہی ایک بچہ حی علی الصلوۃ کا مدعو بن جاتا ہے اور دس سال کی عمر میں تو والدین جیسی شفیق ہستیوں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ عدم ادائیگی نماز پر بچے پر انتسابی حربے روار کھیں۔

"قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ » : مرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءَ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءَ عَشْرِ سِنِين" 21

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز کی ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں ان کو مارو۔)

۴۔ معاشرہ کے ذریعے معاشرے کا احتساب:

اگر انسانوں کی ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے رفع نہ کرتے تو زمین فساد دسے بھر جاتی یہ گروہی احتساب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس زمین پر ایک گروہ کے ذریعے دوسرے کا احتساب کرتا ہے یہ احتساب کا وسیع تر تصور ہو۔ جس میں جہاد، مثال تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی شام ہیں۔ اسلامی معاشرے میں منافقین، اہل کتاب اور دیگر مذاہب کے گروہوں کا احتساب قرآنی آیات میں آج تک موجود ہے۔

نبی پاک ﷺ کے چند احتسابی اقدامات:

اسلام نظام احتساب میں کوئی بھی احتساب کے عمل سے بالاتر نہیں ہے۔ آپ ﷺ عمر مبارک کے آخری حصہ میں ایک بار مسجد میں تشریف لائے اور صحابہ کرام سے فرمایا۔ اگر میں نے کسی کی پیٹھ پر کوڑا مارا ہو تو میری پیٹھ حاضر ہے۔ وہ بدلہ لے لے کیسی کی بے آبروائی کی ہو تو میری آبرو حاضر ہے وہ بدلہ لے لیے۔22

یہ نبی محترم کی ذات اقدس تھی جنہوں نے احتساب کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے خود کو بھی قابل احتساب سمجھا جب کہ منصب نبوت اس بات سے کہیں بالاتر ہے کہ عام انسان اس کا احتساب کرتے پھریں محتسب کائنات نے کسی کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہ نبی کا احتساب کرے۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے ایک سے زائد مرتبہ نبی کا احتساب کیا۔ جیسے حضرت ابن ام مکتوم سے بے رغبتی پر سورہ عبس کی ابتدائی آیات نازل ہوئی۔23

معاشرتی و معاشی معاملات کو درست راہ پر گامزن کرنے کے لیے احتساب کا عمل عہد رسالت ﷺ میں عام تھا۔ سیرت النبی ﷺ اور روایات میں اس موضوع پر متعدد احادیث مذکور ہیں۔ جیسے حضرت ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ نبی کر ﷺ کھانے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے اور اس میں اپنا ہاتھ ڈالا تو ہاتھ کے ساتھ کچھ نمی سی لگ گئی۔ آپ ﷺ نے غلے کے مالک سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یارسول اللہ! یہ بارش سے بھیگ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى ضبرةِ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَه فِيهَا، فَنَالَتْ أَصَابِعَهُ بَلَلًا فَقَالَ » : مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَام ؟ « قَالَ أَصَابَتْهُ السَّماءَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ : أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ، مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي " 24

"ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غلہ کے ایک ڈھیر پر سے گزرے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس میں اپنا مبارک ہاتھ ڈالا تو انگلیاں تر ہو گئیں، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے غلہ کے مالک سے پوچھا کہ یہ

کیا ہے؟اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ بارش کی وجہ سے بھیگ گیا ہے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کیا تم یہ تر حصہ اوپر نہیں کر سکتے تھے کہ لوگ اس کو دیکھ لیتے پھر فرمایا جس نے دھوکہ دیا ہو مجھ سے نہیں ۔"

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا مسجد ضرار کو گرانا بھی احتسابی عمل کی مثال ہے۔[25] جماعت کی نماز چھوڑنے والوں کو تنبیہ کے سلسلے میں ان کے گھروں کو آگ لگانے کی بات کرنا بھی احتسابی حکمت عملی کا بہترین نمونہ ہے۔[26]

حضرت ابو سعید سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک قصاب کے پاس گزرے جو بکری کی کھال اتار رہا تھا اور اس میں ہوا بھر رہا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا جس نے دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ بکری کی کھال اور گوشت کو جدا کرو لیکن پانی نہ لگاؤ۔[27] رسول اکرم ﷺ نے بازاروں میں تجارتی بدعنوانی کے خاتمے کے لیے مردوں کے علاوہ خواتین کو بھی بطور انسپکٹر بازار مقرر فرمایا۔ڈاکٹر حمید اللہ اس عمل کی تصریح کرتے یوں لکھتے ہیں:

"اس بازار میں عورتیں بھی سامان تجارت لاتی ہوں گی۔ لہٰذا ان کی نگرانی ان کی مدد اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کسی عورت ہی کو مامور کیا جاسکتا ہے۔"[28]

سزاؤں کے ضمن میں ﷺ کے دور معمولی سرزنش، مار پیٹ اور کوڑے مارنے کی سزا سے لے کر سنگسار کرنے کی سزا تک ثابت ہے۔اس دور کے احتساب کو اختصار سے بیان کیا جائے تو مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

نیکی کے فروغ اور برائی کے سدباب کے لیے آپ ﷺ خود بازاروں میں گشت کرتے اور موقع و محل کے مطابق احکام صادر کرتے تھے۔ یہ احکام محض احکام نہ سمجھے جاتے بلکہ یہ دعوت وتربیت کے مختلف اسلوب تھے۔

سنگین جرائم کی صورت میں حدود کا اجراء بھی کرتے اور سخت تعزیری سزائیں بھی دیتے تھے۔اس کام کے لیے آپ نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ کو مقرر کر رکھا تھا۔ جنہیں یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ کسی کو محبوس کریں، ماریں یا گرفتار کریں۔

صحابہ کرام اس کو ناپسندیدہ فعل کا ارتکاب کرتے دیکھتے تو پکڑ کر رسول اللہ کے پاس لے آتے جو مناسب فیصلہ کرتے۔

مجرموں کی گردنیں اڑانے کے لیے آپ ﷺ نے حضرت زبیرؓ، حضرت علیؓ، حضرت مقلاد بن الاسودؓ، حضرت محمد بن مسلمؓ، حضرت عاصم بن ثابتؓ اور حضرت ضحاک بن سفیان کلابیؓ کو مامور کر رکھا تھا۔

احتساب سے متعلق بعض معاملات مثلاً گشت کا فریضہ آپ کا یہ خود ہی ادا کرتے بعد میں آپ ﷺ نے کچھ اور اصحاب کو اس کام پر مامور کیا۔[29]

معلوم ہوا کہ عہد رسالت میں احتساب کا نظام اس شکل میں موجود نہ تھا۔ جیسے خلاف راشدہ کے دور میں اور بعد کے ادوار میں واضح ہوا۔احتساب کے لیے رحمت عالم ﷺ خود تشریف لے جاتے اور اس امر کے لیے صحابہ کو بھی مامور کیا ہوا تھا، جب کہ خلفاء راشدین کے عہد میں احتسابی امور کا سلسلہ مزید وسیع ہو گیا اور اس کے لیے الگ سے ادارہ کا قیام عمل میں آیا۔ مدینہ منورہ کی حد تک خلفاء خود امور دیکھنے کے لیے تشریف لے جاتے، دیگر علاقوں کے لیے امیر مقرر کیے ہوئے تھے۔

خلفاء راشدین کے دور میں احتساب:

1۔ حضرت ابو بکر صدیق کے دور میں احتساب:

عہد صدیق میں احتساب کے نظام میں آزادی کو کچلتے نہیں تھے۔ بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق بھی آپ ساتی کی طرح بازاروں میں گشت کرتے اور موقع پر اصلاح احوال کرتے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے بیعت خلافت کے بعد لوگوں کے سامنے تقرر کی تو اس میں یہ بھی فرمایا۔

"عَنْ قَيْسٍ ، قَالَ : خَطَبَنَا أَبو بَكْرٍ قَالَ فَإِنْ أَنَا أَحْسَنْتَ فَأَعِينُونِي وَإِنْ أَنَا أَسَأْتُ فَسَدِّدُونِي" [30]

(قیس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابو بکر سے خطبہ دیا اور فرمایا۔۔۔ اگر میں صحیح طریقے سے کام کروں تو میری مدد کرو اور اگر اس میں غلط راہ پر جاپڑوں تو مجھے سیدھا کر دو)

2۔ عہد فاروقی میں احتساب:

عہد فاروقی میں نظام احتساب کو بہت وسعت حاصل ہوئی۔ آپ رعایا سے سر عام اخلاق کا بطور خاص خیال رکھتے تھے کسی ایسے فعل کی اجازت نہ دیتے۔ جس سے اسلامی تعلیمات کی نفی ہو رہی ہوتی۔ اس کے حسن کے چرچے شہر کی بعض نوجوان لڑکیوں کی زبان پر عام ہونے لگے تھے اور خدشہ تھا کہ اس کے مضر اثرات دوسروں تک بھی جا پہنچیں اور عام معاشرتی اخلاقی زوال پذیر ہو جائے۔[31]

ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطاب نے دوران مخطاب لوگوں کو مخاطب کرتے فرمایا اگر تم میرے اندر کوئی بھی دیکھو تو کیا کروگئے؟ ایک صحابی کھڑے ہوے اور بلند آواز سے کہا:

"ہم اپنی تلوار کی دھار سے اُسے سیدھا کر دیں گئے اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: "اللہ کا شکر ہے جس نے عمر کی رعایا میں ایسے افراد کو دکھاہے۔ جو اس کی کجی کو اپنی تلواروں کی دھار سے سیدھا کر سکتے ہیں۔[32]

ایک اور واقع حضرت عمر ہی کا ہے کہ ایک مرتبہ اس حال میں خطبہ دے رہے تھے۔ کہ ان کے جسم پر دو مینی چادریں تھی۔ اچانک حضرت سلیمان فارسی* کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: واللہ ہم آپ کی بات نہیں نہیں گئے حضرت عمر نے دریافت کیا، کیوں؟ انہوں نے کہا:

" پہلے یہ بتائیں مال غنیمت میں جو یمنی چادر میں آئی ہیں۔ ان میں سے جب ہر ایک کے حصے میں ایک چادر ہی آئی ہے تو آپ کے جسم یہ دو چادریں کیسے ہیں؟ حضرت عمر نے اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ سے گواہی دلوائی کہ دوسری چادر ان کی ہے۔ جسے ان کے باپ نے ان سے مانگ لی تھی۔ تب سلیمان فارسی بولے "ہاں! اب فرمائیے ہم نہیں گے۔ اور اطاعت کریں گے۔[33]

اس طرح ایک دفعہ آپ نے جب خطبہ کے دوران لوگوں کو اپنی لڑکیوں کا نکاح کرتے وقت زیادہ حق مہر متعین کرنے سے منع کیا تو کیا ایک عورت نے انہیں برسر خبر ٹوکا اور سہا۔ اے عمر! جب اللہ تعالیٰ نے زیادہ مہر رکھنے سے نہیں روکا ہے۔ تو آپ کو اس کی تجدید کا کیوں کر حق حاصل ہے؟ یہ سن کر حضرت عمر نے اپنی بات سے رجوع کر لیا اور فرمایا:

"امرأة أصابت ورجل أخطاء"[34]

''ایک عورت نے صحیح بات کہی اور ایک مرد نے غلطی کی۔''

ایک دفعہ ایک شخص نے بھرے مجمع میں حضرت عمر کو مخاطب کر کے کہا۔ اے عمر! اللہ سے ڈرو۔ ساتھ ہی اور بہت کچھ سہا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے اسے روکا اور کہا۔ بس کرو، بہت ہو گیا۔ حضرت عمر نے فرمایا: اسے کہنے دو۔ اگر یہ لوگ نہ

کہیں گے تو یہ بے مصرف ہیں اور ہم نہ مانیں گے۔[35]

یہی طرز عمل حضرت عثمان اور حضرت علی کا رہا۔ حضرت عثمان پر تو تنقیدوں کے تیروں کی بارش ہوتی رہی مگر انہوں نے رشوت یا جبر کے ذریعے کسی کی زبان بندی کرنے کی کوشش نہ کی۔ حضرت علی کو خوارج نے گالیاں تک دیں بلکہ رو برو قتل کی دھمکیاں بھی دیں مگر آپ نے تعرض نہ کیا اور فرمایا[36]-

"محض زبانی مخالفت کوئی ایسا جرم نہیں۔ جس کی وجہ سے ان پر ہاتھ ڈالا جائے"[37]

ایک دفعہ حضرت علی کی ذرہ ایک عیسائی نے چرالی مقدمہ قاضی کی عدالت میں پہنچا۔ حضرت علی گواہ پیش نہ کر سکے جس کی وجہ سے فیصلہ ان کے خلاف ہو گیا۔ عیسائی یہ دیکھ کر بول پڑا کے بیشک یہ پیغمبرانہ عدل ہے کہ امیر المومنین کو بھی عدالت میں آنا پڑتا ہے۔ یہ ذرہ امیر المومنین کی ہے جو ان کی اونٹ سے گر گئی تھی تو میں نے اٹھالی تھی۔[38]

خلاصہ:

1. احتساب کے ان مختلف ذرائع کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ اسلام نے اپنے دائرہ احتساب کو صرف اجتماعی معاملات تک محدود نہیں رکھا بلکہ نجی معاملات کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔
2. معروف و منکر کے بارے میں اسلام کا بنیادی اصول یہ ہے کہ جو چیز مجموعہ افراد کے لیے بری ہے وہ ایک فرد کے لیے بھی بڑی ہے۔ ایک جرم اگر کھلے طور پر کیا جائے تب بھی جرم ہے اور اگر چھپ کر کیا جائے تو بھی وہ جرم ہی سمجھا جائے گا۔
3. رسول اکرم ﷺ نے بازاروں میں تجارتی بدعنوانی کے خاتمے کے لیے مردوں کے علاوہ خواتین کو بھی بطور انسپکٹر بازار مقرر فرمایا۔
4. نیکی کے فروغ اور برائی کے خاتمے کے لیے رحمت عالم ﷺ خود تشریف لے جاتے اور احتساب کے لیے وقت اور حالات کے موافق احکام صادر فرماتے۔ ان احکام میں نصائح اور تربیت کا عنصر بھی شامل ہوتا تھا۔
5. احتساب کے دوران حدود کو جاری فرماتے اور بعض غلطیوں کی تادیبی سزائیں جاری کی جاتی، اس امر کے لیے آپ ﷺ نے بعض اصحاب کو مقرر کیا ہوا تھا۔
6. خلافت راشدہ میں احتساب کے لیے ادارہ کا قیام عمل میں آیا، جہاں غیر اخلاقی امور اور شریعت سے متجاوز امور میں سزائیں جاری ہوتی اور اس میں کسی طرح کی رعایت نہیں کی جاتی تھی۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

---

[1] ۔ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، مجموع الفتاوی، مجمع الملک فھد، السعودیۃ العربیہ، 1995ء، 60/38

[2] ۔ابن قیم، محمد بن ابی بکر، الطرف الحکمیۃ، فی السیاسۃ الشرعیۃ، (اسلام میں عدل کے تقاضے) مترجمہ: پروفیسر طیب شاہین لودھی، فاروقی کتب خانہ، ملتان، 2001ء، ص: 365

[3] ۔البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، رقم الحدیث: 7288؛ مسند الامام احمد، رقم10028؛ مسند البزار، رقم: 9877

[4] ۔ الدارمی، عبداللہ بن عبد الرحمٰن ، سنن الدارمی، من الدار می محلّہ حسین سلیم، دارالمغنی للنشر والتوزیع، السعودیۃ العربیہ، 2000ء، راقم الحدیث: 2757

[5] ۔الترمذی، محمد بن عیسی، الجامع الترمذی، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1998ء، رقم الحدیث: 2030

[6] ۔ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، داراحیاء الکتب العربیہ، مصر، ن م، رقم الحدیث: 4243؛اس مفہوم کی تائید دیگر روایات سے بھی ہوتی ہے، جیسے مسند الامام احمد، رقم الحدیث: 22808؛ شعب الایمان، رقم الحدیث: 6879۔ سنن ابن ماجہ کی رووایت پر الالبانی نے "صحیح" کا حکم لگایا ہے۔

[7] ۔ الشاشی، الھیثم بن الکلیب، المسند الشاشی، مکتبہ العلوم والحکم، المدینہ المنورۃ، 1410ھ، رقم الحدیث: 1334؛ صحیح البخاری، رقم الحدیث: 3081؛ صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2750

[8] ۔ابوداؤد السجستانی، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، المکتبہ العصریہ، بیروت، ن م، رقم الحدیث: 790؛ مسند الحمیدی، رقم الحدیث: 1283

[9] ۔ مبارک پوری، صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم، مکتبہ سلفیہ، لاہور، 1999ء، ، ص: 274

[10] ۔ مبارک پوری، صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم، ص: 274

[11] ۔سورۃ الاحزاب33: 29

[12] ۔ایضاً: 28

[13] ۔ نعیم صدیقی، محسن انسانیت، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، 1978ء، ص: 454

[14] ۔سورۃ التوبہ9: 71

[15] ۔ابن وھب، عبداللہ بن وھب القرشی، الجامع لابن وھب، دار ابن الجوزی، الریاض، 1995ھ، ص: 300، رقم الحدیث: 303؛ سنن لابی داؤد، رقم الحدیث: 4918؛ المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث: 2114

[16] ۔ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، مترجمہ، کارخانہ تجارت، کراچی، ن م، 102/2

[17] ۔ مسند ابی داؤد الطیالسی، رقم الحدیث: 445؛ مسند الامام احمد، رقم الحدیث: 12332؛ صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5827

[18] ۔القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، داراحیاء التراث، بیروت، ن م، 69/1، رقم الحدیث: 49؛ سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 4340؛ مسند الامام احمد، رقم الحدیث: 11514؛ الجامع الترمذی، رقم الحدیث: 2172

19۔ اسماعیل بن جعفر، احادیث اسماعیل بن جعفر، حدیث علی بن حجر السعدی عن اسماعیل بن جعفر المدنی، مکتبہ الرشد، الریاض، 1998ء، ص:146، رقم الحدیث:30

مسند الامام احمد، رقم الحدیث:4495؛ صحیح البخاری، رقم الحدیث:893؛ سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:2928

20۔ نعمانی، محمد منظور، مولانا، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، 2007ء، 199/2

21۔ ابوداؤد الجستانی، سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:495؛ شرح السنہ للبغوی، رقم الحدیث:505

22۔ مبارک پوری، صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم، مکتبہ سلفیہ، لاہور، 1999ء، ص:625

23۔ سورۃ عبس:01

24۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ من غشنا فلیس منا، رقم الحدیث:102

25۔ الحاکم، محمد بن عبداللہ، المستدرک للصحیحین، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، 1990ء، 438/4

26۔ صحیح مسلم، رقم 651؛ مسند الامام احمد، رقم 8149؛ سنن ابن ماجہ، رقم 79؛ سنن ابی داؤد، رقم 548؛ صحیح ابن خزیمہ، رقم 1384

27۔ ابوالقاسم تمام الرزای تمام بن محمد بن عبداللہ الفوائد، مکتبہ الرشد، الریاض، الطبعۃ الاولی 1412ھ، 114/2، رقم 1293

28۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، 1997ء، ص:298

29۔ شام، شہزاد اقبال، اسلام کا نظام احتساب، شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، 1998ء، ص:6

30۔ ابوداؤد السجستانی، سلیمان بن الاشعث، الزھد لابی داؤد، دارالمشکاۃ للنشر والتوزیع، 1993ء، ص:56، رقم الحدیث:31؛ موطا امام مالک، رقم الحدیث:631

31۔ ابن قیم، محمد بن ابی بکر، الطرق الحکمۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ، مکتبہ السنۃ المحمدیہ، القاھرۃ، 1953ء، ص:130

32۔ قطب، سید محمد، العدالۃ الاجتماعیۃ فی الاسلام، داراحیاء الکتب العربیہ، القاھرۃ، ن م، ص:185

33۔ علی الطنطاوی، اخبار عمر، دارالفکر، دمشق، ن م، ص:202-203

34۔ الباقلانی، محمد بن الطیب، تمھید الاوائل فی تلخیص الدلائل، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، لبنان، 1987ء، ص:501؛ القرطبیّ، محمد بن احمد، تفسیر قرطبیّ، دارالکتب المصریہ، القاھرۃ، 1964ء، 287/1

35۔ علی الطنطاوی، اخبار عمر، ص:202-203

36 Jaffar, Saad, Zeenat Haroon, and Asia Mukhtar. "احتساب اور احتساب بیورو کا تصور سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں اجمالی جائزہ: An overview of the concept of Accountability and Accountability Bureau in the context of Sira-un-Nabi ﷺ." *Journal of World Researches* 1, no. 1 (2021): 9-21.

37۔ المراغی، احمد مصطفیٰ، الحسبۃ فی الاسلام، الجزیرۃ للنشر والتوزیع، مصر، 2005ء، ص:35

38۔ المراغی، احمد مصطفیٰ، الحسبۃ فی الاسلام، ، ص:40